ہر احمدی تبلیغ کے ذریعہ دنیا میں انقلاب پیدا کرے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹؍ جولائی ۱۹۸۵ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت کریمہ کی تلاوت کی:

يَاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۭ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ۭ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۶۸﴾ (المائدہ: ۶۸)

یہ جو آیت میں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ تو ضرور تبلیغ کر، لازماً لوگوں تک پیغام پہنچا، وہ پیغام جو تیری طرف نازل کیا جارہا ہے یعنی مِنْ رَّبِّكَ۔ تیرے رب کی طرف سے۔ اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تو نے اللہ تعالیٰ کے پیغام پہنچانے کا حق ادا نہیں کیا وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اور اللہ تعالیٰ تجھے لوگوں کے گزند سے محفوظ رکھے گا یقیناً اللہ تعالیٰ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا۔

اس آیت کریمہ میں کئی پہلو ہیں جو خاص طور پر آج کل جماعت احمدیہ کے پیش نظر رہنے چاہئیں۔ پہلی بات تو یہ کہ گو حضرت رسول اکرم ﷺ تنہا مخاطب معلوم ہوتے ہیں اور بڑی سختی معلوم ہوتی ہے اس کلام میں یعنی آنحضرت ﷺ مخاطب اور یہ فرمایا جارہا ہے کہ اگر تو نے تبلیغ نہ کی تو تو نے اپنی رسالت کا یا میری پیغام رسانی کا حق ہی ادا نہیں کیا۔ اب یہ عجیب بات ہے کہ رسول اکرم ﷺ جو

سب پیغام رسانوں سے زیادہ امانت دار تھے جن کے متعلق خود قرآن کریم گواہی دیتا ہے کہ وہ امانت جس کو زمین اور آسمان اور پہاڑوں نے اٹھانے سے انکار کر دیا، یہ میرا بندہ مرد کامل آگے بڑھا اور اس امانت کو اٹھالیا۔ آپؐ کے متعلق کوئی بعید امکان بھی نہیں ہے کہ آپ پیغام رسانی سے باز رہیں۔ شدید دکھوں، شدید مصائب کے مقابل پر آپؐ اس وقت جبکہ تنہا تھے اس وقت بڑی جرأت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی اس امانت کا حق ادا فرماتے رہے، تو آپؐ کو مخاطب کر کے کیوں ایسا کہا گیا ہے؟ میں نے پہلے بھی ایک دفعہ بیان کیا تھا کہ یہاں دراصل امت محمدیہ کو متنبہ کرنا مقصود ہے مخاطب حضور اکرم ﷺ ہیں اور تنبیہ امت کو کی جارہی ہے یہ طرز کلام عام دنیا میں بھی اختیار کی جاتی ہے اور خود اقدس حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے بھی اختیار فرمائی جب یہ کہا کہ میری بیٹی اگر چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ کوئی دور کا بھی احتمال نہیں تھا حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء کا چوری کرنے کا جو خاتون جنت ہیں جو تمام خواتین میں افضل۔ (بخاری کتاب احادیث الانبیآء حدیث نمبر 3216)

ان کے متعلق حضور اکرم ﷺ فرما رہے ہیں کہ یہ چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا تو یہ احتمالات ایسے نہیں ہیں جو ہو سکتے ہیں یہ ایک محاورہ کلام ہے مراد یہ ہوتی ہے کہ جو میرے سب سے زیادہ قریبی ہے جس سے بڑھ کر کوئی وجود نظر نہیں آسکتا تمہیں وہ بھی اگر رعایت کا مستحق نہیں تو تم جو ادنیٰ ہو تم کیسے رعایت کے مستحق ہو گے؟

پس آنحضرت ﷺ کو مخاطب فرما کر تبلیغ کی فرضیت کو امت محمدیہ پر ظاہر کرنے کا اس سے زیادہ اور کوئی قوی اور سخت ذریعہ ممکن نہیں تھا۔ تنبیہ ساری امت کو کی جارہی ہے حضرت رسول اکرم ﷺ کے غلاموں کو کی جارہی ہے۔ ایک طرف یہ آواز اٹھ رہی ہے اور دوسری طرف قرآن ہمیں فرعون کی آواز بھی سنا رہا ہے جو یہ کہتی سنائی دیتی ہے وہ آواز اِنِّیۡۤ اَخَافُ اَنۡ یُّبَدِّلَ دِیۡنَکُمۡ اَوۡ اَنۡ یُّظۡہِرَ فِی الۡاَرۡضِ الۡفَسَادَ﴿۲۷﴾ (المومن: ۲۷) کہ یہ تبلیغ کا کیا قصہ شروع کر دیا ان لوگوں نے مجھے تو ڈر یہ ہے کہ جس انہماک کے ساتھ، جس شدت کے ساتھ، جس قوت کے ساتھ یہ لوگ تبلیغ کا کام کر رہے ہیں یا تو تمہارا مذہب تبدیل کر دیں گے۔ ایسے آثار نظر آرہے تھے حضرت موسیٰ کی تبلیغ میں فرعون کو کہ اس کو پتہ لگ گیا تھا کہ اس شدت کے ساتھ، اس حکمت کے ساتھ، اس گہری تاثیر کے ساتھ جب قوم کو پیغام پہنچایا جائے گا تو وہ لازماً قبول کر لیں گے۔ تو اس نے کہا یا تو یہ تمہارا مذہب

تبدیل کر دیں گے اور یا پھر سارے ملک میں فساد پھیل جائے گا۔ مطلب یہ تھا کہ مذہب تو ہم تبدیل نہیں ہونے دیں گے یہ دوسری بات ہوگی، تبلیغ کے نتیجہ میں فساد برپا ہوگا۔ یہ تو فرعون کی بات ہے لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ تبلیغ کا فساد کے ساتھ کوئی تعلق ہے ضرور۔ کیونکہ جب زمین و آسمان ابھی پیدا بھی نہیں کئے گئے جبکہ آدم کی تخلیق کا سوال زیر غور تھا اس وقت قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے۔

وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَ يَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (البقرہ:۳۱)

یہ اس وقت سے سوال اٹھا ہوا ہے جب یہ انسان پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔ جب خدا نے دنیا میں خلیفہ یعنی نبی بنانے کا فیصلہ کیا اور سلسلہ انبیاء جاری کرنے کا فیصلہ فرمایا تو ملائکہ تو متکبر نہیں تھے، ملائکہ میں تو کوئی فرعونیت نہیں تھی لیکن اپنی لاعلمی میں ظاہری صورت میں وہ بھی اس اشتباہ میں مبتلا ہو گئے، انہوں نے سمجھا کہ اگر وہ جا کر نیا World Order پیدا کریگا، انقلابی باتیں کرے گا، دلائل کے ساتھ پرانے رسم و رواج کو توڑ کر ایک نیا زمین و آسمان پیدا کریگا تو ایسی صورت میں لوگ لازماً مخالفت کریں گے اور فساد پھیل جائے گا لیکن اپنی غلطی سے اور لاعلمی میں انہوں نے بھی فساد کی ذمہ داری گویا آدم پر ڈال دی اور خلیفۃ اللہ پر ڈال دی۔ اس کے جواب میں خدا تعالیٰ نے صرف اتنا فرمایا اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ میں زیادہ جانتا ہوں تمہیں کیا پتہ؟ اب بظاہر اس بات میں بڑی تحدی تو ہے مگر دلیل کوئی نہیں، کوئی آپ سے گفتگو کر رہا ہے دلیل کے ساتھ آپ کہیں مجھے زیادہ پتہ ہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ اس میں کچھ ناراضگی کا اظہار ہے اس طرز کلام میں اور کچھ یہ بتانا مقصود ہے کہ تم ذمہ داری غلط ڈال رہے ہو اگر غور کرو تو خود اس نتیجے تک پہنچ سکتے ہو۔ کسی ایسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے جس کا تمہیں علم ہو نہ سکتا ہو جس تک تمہاری رسائی نہ ہو، تھوڑا سا تدبر کرو، اپنے مقام کو دیکھو، مزید غور کرو تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ فساد تو ہوگا لیکن ذمہ داری میرے خلیفہ پر نہیں ہوگی، ذمہ داری دوسروں پر ہوگی۔

اب ذمہ داری کے لحاظ سے کئی قسم کے احتمالات سامنے آتے ہیں۔ تبلیغ اگر غلط طریقے سے کی جائے تو اس کے نتیجہ میں فساد ہو سکتا ہے دل آزاری کی باتیں کی جائیں اور ناواجب ایسے دباؤ اختیار کئے جائیں کہ جس کے نتیجہ میں لوگ مجبور ہو جائیں مذہب تبدیل کرنے پر۔ مثلاً پیسے دے کر، عورتوں کا لالچ دے کر جس طرح بعض قومیں کرتی ہیں، نوکریوں کا لالچ دے کر اور دنیاوی اثرات استعمال کر کے اگر تبلیغ کی جائے تو لازماً اس کے نتیجہ میں یقیناً فساد بھی ہوگا اور فساد کی ذمہ داری تبلیغ کرنے والوں پر ہوگی اس لئے یہ معاملہ الجھ جاتا ہے۔ کیسے معلوم ہو کہ تبلیغ فی ذاتہ ایک ایسی چیز ہے جس کے نتیجے میں لازماً اشتعال پیدا ہوگا خواہ سو فیصدی تم معصوم ہو یہ سوال اٹھتا ہے۔ جو چاہے طریق اختیار کرلو احتیاط کا، جس طرح چاہو حکمت سے کام لو، جتنی چاہو قربانیاں پیش کرو، جس قدر بھی تم میں توفیق ہے تم صبر سے کام لو اور ایثار سے کام لو لیکن تبلیغ فی ذاتہ اپنے اندر ایک ایسی بات رکھتی ہے کہ لازماً اس کے نتیجے میں فساد ہوگا اور تمہاری مخالفت ہوگی۔ یہ کیسے معلوم ہوا؟ اس کا سب سے قطعی ثبوت اس آیت میں ہے جو میں نے آپ کے سامنے ابھی تلاوت کی ہے۔ فرماتا ہے وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ محمد مصطفی ﷺ سے بڑھ کر حکمت کے ساتھ تو تبلیغ کوئی کرنے والا کوئی پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔ جتنے انبیاء آئے انہوں نے بھی حکمت سے کی، جتنے گزشتہ انبیاء تھے انہوں نے بھی صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا، نرمی اور ملائمت سے بات کی اور جہاں تک ان سے ہو سکا وہ دل آزاری کے مقامات سے بچے لیکن حضور اکرم ﷺ سے بڑھ کر تبلیغ کو حکمت اور عاجزی اور انکساری اور ایثار کے ساتھ اور صبر کے ساتھ اور پیار کے ساتھ اور رحمت اور شفقت کے ساتھ کرنے کا گر تو اور کسی کو نہیں آتا تھا پس یہ جو فرمایا مخاطب کر کے کہ اللہ تجھے لوگوں سے بچائے گا اس میں یہ تنبیہ تھی کہ باوجود اس کے کہ تجھ پر کوئی حرف نہیں رکھ سکتا، تجھ پر کوئی انگلی نہیں اٹھ سکتی کہ تو نے اس رنگ میں تبلیغ کردی کہ دنیا میں فساد پھیل گیا لیکن اس کے باوجود پھیلے گا اس کے باوجود لوگ تمہاری مخالفت کریں گے، اس کے باوجود تمہیں دکھ دیئے جائیں گے۔ چنانچہ آغاز رسالت سے ہی اس کے آثار ظاہر ہو گئے تھے جب آنحضرت ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی اور حضرت خدیجہؓ نے آپ کی تسلی کی خاطر اپنے چچازاد، عم زاد کو بلایا انہوں نے سمجھایا آنحضرت ﷺ کو آ کے کہ یہ جو بات ہے اس میں کوئی وہم کی بات نہیں، یہ رسالت کا مضمون ہے، آپ کو اللہ تعالیٰ رسول بنا رہا ہے اور یہ کہنے

کے بعد جب اس نے یہ کہا کہ افسوس اس وقت پر میں وہاں نہیں ہوں گا۔ کاش میں ہوتا تو میں تیری مدد کرتا جب قوم تجھے اپنے وطن سے نکال دے گی۔ حیرت آنحضرت ﷺ کے چہرے پر ظاہر ہوئی تعجب سے، بڑی معصومیت سے پوچھا مجھے نکال دی گی؟ یعنی میں اتنا ان لوگوں کے لئے مسلسل مجسم خیر مجھ سے ہمیشہ ان کو بھلائی پہنچی ہے اور اس سے قبل حضرت خدیجہؓ ان باتوں کو دہرا بھی چکی تھیں کہ جن کو چٹی پڑ جائے اور کوئی ادا نہ کر سکے انکی چٹی کو وہ آپؐ بوجھ اٹھا لیتے ہیں، یتیموں اور بیواؤں کی خبر گیری کرنے والے۔ وہ نوادر اخلاق جو دنیا سے معدوم ہو چکے ہیں ان کو آپؐ نے دوبارہ دنیا میں قائم کر دیا ہے ایسے حسین اخلاق کا مالک انسان اسکو یہ کہا جائے کہ قوم تجھے نکال دے گی تو تعجب تو اسے ہوگا۔ پس آغاز رسالت سے یہی مقدر تھا اور اس آیت میں حضور اکرمؐ کو مخاطب کرنے کے نتیجہ میں یہ مسئلہ ہمیں سمجھ آیا ورنہ اگر ساری امت کو مخاطب کیا جاتا تو ہرگز نہیں کہہ سکتے تھے کہ تبلیغ کے نتیجہ میں فساد لازماً پیدا ہوتا ہے۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ مطلب صرف اتنا ہے کہ لوگ غلطیاں کریں گے غلط طریق پر تبلیغیں کریں گے، دل آزاریاں کریں گے اس لئے فساد پھیلے گا۔ تو واحد کے صیغہ میں مخاطب کرنے میں ایک اور بڑا عظیم الشان مضمون ہاتھ آ گیا کہ آنحضرت ﷺ کی تبلیغ کے باوجود، باوجود اس کے کہ آپؐ سے زیادہ پیار اور محبت اور شفقت اور رحمت اور حکمت کے ساتھ اور کوئی تبلیغ نہیں کر سکتا پھر بھی دنیا آپؐ کی مخالف ہو جائے گی اور آپ کی ایذا رسانی کی کوشش کرے گی۔ ساتھ ہی یہ بھی پتہ چلا کے ذمہ داری کس پر عاید ہوتی ہے۔ آنحضرت ﷺ تو ہر قسم کی غلطی سے پاک تھے اس لئے لازماً فریق ثانی پر ذمہ داری عاید ہوتی ہے فساد تو ہوگا لیکن فساد کے ذمہ دار وہ ہیں جو دکھ پہنچانے کے لئے مظالم کی راہ سے اور تعدی کی راہ سے اور جبر کی راہ سے خدا کے پیغام کو روکنے کی کوشش کرنے والے ہوں گے۔

اس لئے جہاں تک تبلیغ کا تعلق ہے ہر احمدی کو یہ دو نکات خوب ذہن نشین کر لینے چاہئیں۔ اول یہ کے تبلیغ کوئی طوعی چندہ نہیں ہے، کوئی نفل نہیں ہے کہ نہ بھی ادا کریں گے تو آپ کی روحانی شخصیت مکمل ہو جائے گی، فریضہ ہے اور ایسی شدت کے ساتھ خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ تو نے رسالت کو ہی ضائع کر دیا اگر تبلیغ نہ کی تو۔ آپ کی امت بھی جواب دہ ہے، ہم میں سے ہر ایک جواب دہ ہے پیغام رسانی لازماً ایک ایسا فریضہ ہے جس سے کسی وقت انسان

غافل ہو نہیں سکتا اجازت نہیں ہے کہ غافل رہے اور دوسری بات یہ کہ آپ جو چاہیں کریں جتنی چاہیں حکمت سے کام لیں اور حکمت سے کام لینا پڑے گا، نرمی کریں اور دکھ دہی سے بچیں اور پیار اور محبت کو شیوہ بنائیں اور ایثار سے کام لیں لیکن یہ نہ سوچ بیٹھیں کہ اس کی وجہ سے آپ کی مخالفت نہیں ہو گی۔ یہ تو خدا تعالیٰ نے پہلے سے متنبہ فرما دیا ہے۔ ابھی آپ پیدا ہی نہیں ہوئے تھے، ابھی انسان پیدا نہیں ہوا تھا، ابھی کائنات وجود میں نہیں آئی تھی اس وقت ایک مکالمے کی شکل میں اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے بنی نوع انسان کو متنبہ فرما دیا کہ جب بھی خدا کی طرف سے رسول آئیں گے تو فساد ضرور برپا ہوں گے لیکن فساد کی ذمّہ داری کلیۃً فریق مخالف پر ہوگی ہمارے رسولوں پر نہیں ہوگی۔

چنانچہ جب اس صورت حال پر نظر ڈالتے ہیں تو اور بھی بہت سی باتیں ہمارے ہاتھ آتی ہیں فائدے کی اور بہت سے حکمت کے راز ہمیں معلوم ہوتے ہیں اور ایک بڑا دلچسپ مضمون ہے جس میں آپ غوطے لگائیں تو کئی قسم کے نہایت ہی قیمتی موتی آپ کے ہاتھ آئیں گے۔ جب ذمّہ داری فساد کی نہیں ہے تو مبلّغ کو یہ بتا دیا کہ اس طرح تبلیغ کرنی ہے کہ دشمن تم پر نظر رکھے گا، دشمن تلاش کرے گا کہ تم سے ادنیٰ سی بھی ایسی غلطی ہو کہ جس کے نتیجہ میں تم پر ذمہ داری پھینک سکے اور بار بار متنبہ کر دیا کہ دشمن تلاش میں ہے، بہانہ جوئی کر رہا ہے اس لئے خبردار۔ چنانچہ فرعون کا ذکر فرمایا یا دیگر مخالفین انبیاء کا ذکر فرمایا وہ یہ عذر تراشتے ہیں تمہاری مخالفت کے تو دراصل آپ کو متنبہ کیا جا رہا ہے پہلے سے ہی۔ انگریزی میں کہتے ہیں Fore warned is fore armed جس کو پہلے سے متنبہ کر دیا جائے گویا کہ اس کے ہاتھ میں دفاعی ہتھیار پکڑا دیا گیا۔ تو آپ کے ہاتھ میں خدا تعالیٰ نے کئی دفاعی ہتھیار پکڑا دیئے ہیں وہ سارے عذر جو غیر تلاش کرتے ہیں معصوموں کو دکھ دینے کے وہ بتا دیئے اور فرمایا یہاں بھی احتیاط کرنا اور یہاں بھی احتیاط کرنا اور یہاں بھی احتیاط کرنا اور یہاں بھی احتیاط کرنا، یاد رکھنا کہ تم سید المعصومین کے غلام ہو اس لئے تمہارے اندر بھی لوگ عصمت کا رنگ دیکھیں گے اور کسی قسم کی بیوقوفی سرزد نہ ہو، کسی قسم کی حماقت نہ سرزد ہو، کوئی غلطی نہ کر بیٹھنا کہ واقعۃً دشمن کے ہاتھ میں کوئی بہانہ آجائے کہ اس وجہ سے ہم ان کو مارتے ہیں، اس وجہ سے ان کی مخالفت کرتے ہیں، یہ ان کی غلطی ہے۔ تو دیکھئے تھوڑے سے کلام میں یہ فصاحت و بلاغت کا قرآن کریم کا کمال ہے کہ کتنی باتیں ہمیں بتا دیں اور یہ بتا دیا کہ دشمن تاک میں رہے گا، وہ پہلے سے ہی ارادے

کئے بیٹھا ہے کہ فساد وہ کرے گا اور ذمہ داری تم پر ڈالے گا جس طرح بتیس دانتوں میں زبان ہوتی ہے وہ تمہارا حال ہوگا فرق صرف یہ ہوگا کہ زبان تمہاری اور دانت دشمن کے، جو ہر لمحہ اس انتظار میں رہیں گے کہ ذرا غلطی ہو زبان سے حرکت الٹ ہو جائے ، بے احتیاطی اختیار کرے زبان تو جہاں تک ممکن ہے وہ دانت اس کو کاٹ کے پھینک دیں ۔ یہ صورت حال ہے جس میں ہمیں تبلیغ کرنی ہے اور اس کے باوجود یہ یقین بھی رکھنا ہے کہ تبلیغ کے نتیجہ میں دکھ دیئے جائیں گے ۔ یہ ہے توازن جس کو اپنے ذہنوں میں آپ قائم کریں گے تو صحیح مبلّغ بنیں گے ورنہ غلطیاں کریں گے، ٹھوکریں کھائیں گے۔

اب جو تبلیغ کا چرچا عام ہے احمدیوں کی طرف سے اللہ کے فضل سے بڑی تیزی سے پھل بھی لگ رہے ہیں، نئی نئی قومیں داخل ہو رہی ہیں اور خدا تعالیٰ ایسی جگہ بھی تبلیغ کے انتظام فرما رہا ہے جہاں ہماری پہنچ بھی نہیں تھی ، جہاں ہماری تبلیغ کی کوشش کا ایک ذرّہ بھی دخل نہیں تھا اور یہ خدا تعالیٰ اس لئے نشان ظاہر فرما رہا ہے کہ وہ ہمیں مطلع کرے کہ میں محبت اور رحمت کی نظر سے تمہاری کوششوں کو دیکھ رہا ہوں اور یہ بھی بتانا چاہتا ہے کہ تبلیغ تو بطور فریضہ کے تم کر رہے ہو کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ تمہاری قربانی کا حصہ اس میں شامل ہو لیکن میں نتیجہ نکالنے میں تمہاری تبلیغ کا محتاج نہیں ہوں، تمہاری تبلیغ کا منتظر ضرور ہوں کیونکہ یہ قانون قدرت ہے کہ جب تک قومیں اپنا حصہ نہ ڈالیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل کا حصہ نہیں ڈالا کرتا۔ ایسے ایسے جزائر سے، ایسے ایسے نئے ملکوں سے اطلاعیں آ رہی ہیں بیعتوں کی کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے۔

ساؤتھ افریقہ کے دو ممالک سے کل ہی مثلاً ایک بیعت پہنچی ہے جو ایسا باشندہ ہے جو دو ممالک کے درمیان ایسا معلق ہے کہ اس طرف بھی قدم رکھ سکتا ہے اور اس طرف بھی قدم رکھ سکتا ہے، دونوں طرف رشتہ داریاں یا قبیلے ہیں اور وہ بڑی سوچ اور سمجھ کے بعد خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ پہلے عیسائیت سے مسلمان ہوا اور پھر اس نے احمدی ہونے کا فیصلہ کیا اور مسلمان بھی احمدیہ لٹریچر کے ذریعہ ہوا۔ چنانچہ اس کا ایک بہت ہی عمدہ خط کل مجھے ملا اس نے لکھا ہے کہ میں جو احمدی ہو رہا ہوں اتنے سال کی مسلسل جدوجہد اور تلاش کے بعد میں ہوا ہوں اور یہ لٹریچر میرے زیر مطالعہ ہے اور یہ یہ دلائل میں زیر نظر لایا ہوں، ان پر غور کیا ہے اور بڑی سوچ اور سمجھ کے بعد، بڑے تحمل کے ساتھ یہ فیصلہ کر رہا ہوں لیکن ساتھ یہ بھی فیصلہ کر رہا ہوں کہ اب میں احمدیت کے لئے وقف ہو گیا

ہوں اوران دونوں مما لک میں میں تبلیغ کروں گا انشاء اللہ اوراس معاملہ میں آپ میری رہنمائی کریں اور کسی احمدی سے اس کا رابطہ قائم نہیں ہوا لٹریچر کسی ذریعے سے پہنچ گیا جس طرح ہم بعض دفعہ ڈاک کے ذریعہ تقسیم کرتے رہتے ہیں اور خدا کے فضل سے وہ دل بدلا اوران دو مما لک میں احمدیت کے قیام کا خدا تعالیٰ نے ایک ذریعہ مہیا کر دیا۔اسی طرح بعض جزائر سے مختلف ایسی اطلاعات آرہی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ جب آپ تھوڑی سی کوشش کرتے ہیں تو آسمان اس سے زیادہ کوشش شروع کر دیتا ہے اور آپ کی کوشش کو خدا رائیگاں نہیں جانے دے گا اس لئے اس کی طرف مزید توجہ کریں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بہت سے احمدی ایسے ہیں، تقریباً ہر روز کی ڈاک میں ایسے خطوط ملتے ہیں جنہوں نے پہلے کبھی تبلیغ نہیں کی تھی ،اب کی ہے تو وہ حیران رہ گئے ہیں کہ ہم کیوں غافل بیٹھے ہوئے تھے اور بعض جن کو پھل ملے ہیں ان کی تو کا یا ہی پلٹ گئی۔ ایسا ان کو چسکا پڑ گیا ہے کہ گویا انکو بعد میں جو جنت ملنی تھی وہ اس دنیا میں مل گئی اور جن کو نہیں پھل لگ رہے وہ بے چین اور بے قرار ہیں کہ ہمیں بھی خدا وہ وقت نصیب فرمائے کہ ہماری تبلیغ سے احمدی ہوں۔ جہاں یہ سب کچھ ہو رہا ہے وہاں بعض واقعات ایسے بھی ملتے ہیں کہ ایک پُر امن جگہ ہے جہاں کوئی مخالفت نہیں امریکہ میں مثلاً بعض علاقوں میں اور وہاں مبلّغ نے کثرت کے ساتھ لٹریچر تقسیم کرنا شروع کر دیا اور پتے ڈھونڈے اوران کو پتہ جات پر لٹریچر بذریعہ ڈاک بھجوایا اوراس سے پہلے اسکو متنبہ کر دیا گیا کہ دیکھو ایسی حرکت نہ کرو یہ امن برباد ہو جائے گا،شدید مخالفت ہوگی اور پھر جب مخالفت ہوئی جیسا کہ ہونی تھی تو پھر مبلغ کو مطعون کیا گیا کہ دیکھا ہم کہتے نہیں تھے کہ مخالفت ہوگی۔ کہتے تو تھے لیکن اسی طرح کہتے تھے جس طرح فرشتے نبوت کے بعد خدا کو کہتے کہ کیوں خدا ہم کہتے نہیں تھے کہ فساد ہوگا؟ تم کیا کہتے ہو یہ کیا کہتے تھے کہ تمہاری پیشگوئی کیا حقیقت رکھتی ہے جو چند دن کی پیشگوئی ہے۔قرآن کریم تو وہ پیشگوئی بیان فرما رہا ہے جو تخلیق کائنات سے پہلے کی ایک پیشگوئی ہے اس وقت بھی تو فرشتوں نے یہی کہا تھا کہ اے خدا اگر رسول بھیجے گا یعنی پیغمبر تبلیغ کرنے والا تو فساد برپا ہوگا پس کیا ان کا حق نہیں تھا کہ وہ خدا کو کہتے کہ کیوں ہم نہیں کہتے تھے یہ ’’ہم نہ کہتے تھے‘‘ کی جو کھیل ہے یہ مذہب کے معاملات میں نہیں چل سکتی۔ یہ تو وہاں چلتی ہے جہاں نادانی کی باتیں ہوں، جہاں غفلت کی حالت میں غلط اندازے لگا کر کوئی فعل کیا جائے اور ایک متنبہ کرنیوالا پہلے متنبہ کر چکا ہو لیکن اگر خطرات کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کوئی قدم اٹھایا ہو،علم ہو کہ کیا نتیجہ نکلے گا تو پھر دوسرے کا یہ حق نہیں رہا کرتا کہ ہم نہیں کہتے تھے۔

پس تبلیغ کا معاملہ اس دنیا سے تعلق رکھتا ہے جہاں سب کچھ پہلے سے علم ہے اور علم ہونا چاہئے کہ یہ ہوگا پھر آپ اس میدان میں قدم رکھتے ہیں پھر دوسرا یہ حق نہیں رکھتا کہ وہ کہے کیوں جی ہم نہیں کہتے تھے کہ یہ ہوگا۔ اب کہتے ہیں تم کیا کہتے تھے ہم بھی یہی کہتے تھے، ہمارے باپ دادا بھی یہی کہتے آئے ہیں، آدم بھی یہی کہتے تھے اور آدم کی پیدائش سے پہلے فرشتے بھی یہی کہا کرتے تھے تم ہمیں کیا نئی بات بتاتے ہو۔ یہ دراصل لاعلمی کی بات ہے۔ حقیقت میں فساد کی ذمّہ داری کا انتقال دو طرح سے قرآن کریم میں ملتا ہے۔ ایک تو تکبر اور فرعونیت کے نتیجہ میں ماریں گے ہم، ذمّہ دار تم ہو، یہ ہے وہ اعلان اور یہ اعلان کرنے والے تو خدا کی نظر میں شدید مجرم ٹھہرتے ہیں لیکن کچھ معصوم لوگ بھی ہیں، چنانچہ فرشتہ صورت ان کو دکھایا گیا ہے۔

پس یہ جو احمدی ہیں بچارے یہ فرشتوں کی ذیل میں آتے ہیں کہ معصومیت اور لاعلمی کی بناء پر یہ بات کر رہے ہیں میں ان کو قصوروار نہیں سمجھتا لیکن کہتے غلط ہیں بہرحال اور اگر وہ یہ کہتے ہیں کہ کیوں جی ہم نے متنبہ کر دیا تھا تو ان کی کی تو پھر مثال ویسی ہی ہے جیسے پنجابی کی کہاوت میں کہتے ہیں کہ ایک طوطا باوجود اس تنبیہ کے کہ اس نگری میں نہ جانا وہاں پکڑے جاؤ گے وہ کسی نگری میں چلا گیا اور پکڑا گیا اور تنبیہ چونکہ طوطی کی طرف سے آئی تھی اس لئے طوطی پھر اُڑ کر وہاں پہنچی اور جب وہ پنجرہ میں قید تھا تو پنجابی کی کہاوت ہے کہ وہ دیوار کے کنارے بیٹھ کر یہ گیت گانے لگی کہ ’’طوطیا منموتیا میں آکھ رہی میں و یکھ رہی کہ ایس نگری نہ جا۔ ایس نگری دے لوگ برے تے لیندے پھائیاں پا‘‘۔

اے طوطے! میں تجھے کہہ ہٹی تجھے بار بار تنبیہ کی کہ ایس نگری نہ جا، اس بستی میں نہ جانا، اس نگری کے لوگ برے ہیں، یہ پھائیاں ڈال لیا کرتے ہیں، یہ پھندے ڈال لیا کرتے ہیں اور پھنسا لیا کرتے ہیں اور اسی طرح ایک شاعر کہتا ہے کہ

ع زنہار نہ ہونا طرف ان بے ادبوں کے

طوطے کا پھنسنا تو بیوقوفی کے نتیجہ میں تھا لیکن خدا کے انبیاء جب ان پھندوں میں پھنستے ہیں تو بیوقوفی کے نتیجہ میں نہیں بلکہ اس علم کے باوجود کہ ہم جہاں جائیں گے وہاں ضرور ہم سے یہ سلوک کیا جائے گا، دیکھتے ہوئے موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے وہ قدم آگے بڑھاتے ہیں، اس لئے ان کو کوئی بیوقوف نہیں کہہ سکتا۔ تو اگر کوئی احمدی یہ کہتا ہے اور مربی کو چھیڑتا ہے کہ دیکھا ہم نہیں

کہتے تھے کہ فساد ہوگا تو اس کو پھر مذہب کی حقیقت کا علم ہی کوئی نہیں وہ تو پھر بوڑھیوں کی کہانیوں میں بسنے والا شخص ہے، قصص انبیاء سے اس کو کوئی واقفیت نہیں مگر جب ہم مذہب کی دنیا میں سنجیدگی سے ان باتوں پر غور کرتے ہیں تو ہم قصص انبیاء کی باتیں کررہے ہیں یہ طوطا مینا کے قصے نہیں سنا رہے اور قصص انبیاء کا مضمون تو یہی ہے کہ تبلیغ کے ساتھ لازماً ایک فساد لگا ہوا ہے اور لازماً اس فساد کی ذمہ داری دشمن پر عاید ہوتی ہے تم پر عاید نہیں ہوتی اگر تم تبلیغ کو اس طرح کرو گے جس طرح کہ تبلیغ کرنے کا حق ہے جس طرح کہ گزشتہ زمانوں میں انبیاء کرتے چلے آئے اور جس طرح سب انبیاء سے بڑھ کر حکمت اور پیار اور بالغ نظری کے ساتھ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے تبلیغ کی۔

پس تبلیغ ہمیں کرنی ہے ہم تو مجبور ہیں اور ساتھ ہی ایک اور عظیم الشان بات جو اس آیت میں بیان فرمائی گی وہ یہ ہے کہ ان دو شرطوں کو پورا کرنے والے تم بنو۔ تبلیغ کرو اور ضرور کرو تبلیغ اس طرح کرو جس طرح محمد مصطفی ﷺ تبلیغ کرتے ہیں وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ تو ہر شخص جو یہ دو شرطیں پوری کرتا ہے یا ہر قوم جو یہ دو شرطیں پوری کرتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ذمہ دار ہوں اس بات کا، میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تمہارا دنیا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکے گی یعنی مخالفت تو ہوگی لیکن ہم دنیا کو یہ توفیق نہیں دیں گے کہ تمہارا نقصان کر سکے، تمہیں کم کر کے دکھا دے، تمہیں چھوٹا بنا کے دکھا دے۔ پس جب ہم ان باتوں پر غور کرتے ہیں تو ایک احمدی کیلئے یہ تینوں امور پیش نظر رہنے چاہئیں نہ صرف یہ کہ وہ احتیاط اور حکمت کے ساتھ، پیار اور محبت کے ساتھ تبلیغ کرے۔ محبتوں کو ابھارتا ہوا تبلیغ کرے نفرتوں کو انگیخت کرتا ہوا تبلیغ نہ کرے اور تبلیغ اس طرح کرے جس طرح حضورِ اکرم ﷺ تبلیغ فرمایا کرتے تھے، دشمن کے لیے بھی دل ہلاک ہورہا ہوتا تھا غم سے کہ نادان مخالفت کررہا ہے لاعلمی کے نتیجہ میں۔ دشمن کی مخالفت کے نتیجہ میں آنکھوں سے شعلے نہیں برسا کرتے تھے بلکہ محبت کے پانی بہتے تھے، دعاؤں کے وقت آنسو برسا کرتے تھے انکے لئے۔ یہ ہے تبلیغ کا رنگ اگر اس رنگ کو اختیار کریں گے تو خدا کا یہ وعدہ لازماً آپ کے حق میں پورا ہوگا وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اللہ حفاظت کرنے والا ہے اسی پر توکّل کریں وہ ضرور آپ کو بچالے گا۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ یہ آخری ٹکڑا ہے اس آیت کا۔ اب یہ بھی بڑا

تعجب انگیز ہے کہ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ اتنا زور دے رہا ہے کہ ضرور کرنی ہے تبلیغ اور اس طرح کرنی ہے جس طرح حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کیا کرتے ہیں، مخالفت کے باوجود کرنی ہے اللہ پر توکل کرتے ہوئے کرنی ہے اور ساتھ اعلان کر دیا اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ کہ اللہ کافروں کو ہدایت دیتا ہی نہیں کبھی ہدایت نہیں دیتا۔ اگر ہدایت دیتا ہی نہیں تو اس مصیبت میں کیوں ڈال دیا پھر محمد مصطفیٰ ﷺ کو، آپؐ کے سب غلاموں کو قیامت تک کے لئے حکم دے دیا کہ تبلیغ کرتے چلے جاؤ اور اعلان یہ کر دیا اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ اللہ تعالیٰ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا یہاں۔ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ میں دو باتیں خاص طور پر پیش نظر ہیں ’’کسی کافر کو ہدایت نہیں دیتا‘‘ یہ تو اس کا ترجمہ ہے ہی غلط قوم الکافرین ہے اور ایک صفت کے ساتھ باندھا گیا ہے انکو۔ دراصل ہر انبیاء کے مخاطب لوگوں کا یہ حال ہوا کرتا ہے کہ بعض پیشہ ور مکفرین بن جایا کرتے ہیں اور قوم کا یہ محاورہ عرب میں اسی لئے استعمال ہوتا ہے۔ ہم جاہلوں کی قوم میں سے نہیں ہیں جب یہ کہتے ہیں عرب تو مراد یہ نہیں کہ ہم اس قبیلے میں سے نہیں ہیں جو جاہل ہے یا ظاہری لحاظ سے اس قوم میں سے نہیں ہیں یہ عربی محاورہ ہے جب قوم کا لفظ استعمال ہوتا ہے تو مراد یہ ہے، وہ لوگ جو اس چیز کے لئے مخصوص ہو چکے ہیں، اس زمرے میں ہم شمار نہیں ہو سکتے جس زمرے میں یہ بد بخت لوگ ہیں تو الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ فرمایا گیا ہے یہ نہیں فرمایا گیا ہے کہ کسی کافر کو نعوذ باللہ خدا ہدایت ہی نہیں دیتا، اگر ہدایت ہی نہیں دیتا تو اس مصیبت کو کھڑا کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی خواہ مخواہ ہنگامہ کا برپا کیا فساد ہوئے اور نتیجہ یہ کہ ہدایت ملنی کسی کو نہیں۔ اس لئے غلط ترجمہ ہے اگر کوئی یہ ترجمہ کرتا ہے۔ الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ سے خاص معنی مراد ہے وہ لوگ جن کا پیشہ بن گیا ہے مخالفت کرنا، وہ لوگ جن کے مقدر میں انکار ہے، وہ ہمیشہ ہر حال میں تمام انبیاء کے مخاطب میں ضرور کچھ نہ کچھ لوگ رہتے ہیں جن کو آئمة الکفر فرمایا گیا ہے دوسری جگہ اور آئمة التکفیر بھی کہا جاتا ہے۔ تو الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ سے مراد یہ ہے کہ تمہارے مقابلہ پر ایک جماعت لازماً ایسے شدید مخالفین کی رہے گی جن کو تمہارا احسن خلق تبدیل نہیں کر سکے گا اور کوئی بھی تم طریق کار اختیار کرو، وہ تبلیغ ان پر اثر نہیں کرے گی لیکن ان کی وجہ سے باقی قوم کو محروم نہیں ہونے دیا جائے گا اس لئے ہم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ باوجود ایسے شدید ٹولے کو اپنے سامنے صف آراء دیکھتے ہوئے، ایسے شدید معاندین کو اپنے

سامنے ہر قسم کے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر ہر قسم کی ایذاء دہی پر آمادہ پاتے ہوئے تم جب صف آراء دیکھو گے تو حوصلہ نہیں ہارنا ہمیں پتہ ہے کہ ایسے لوگ موجود ہیں، ہمیں علم ہے خدا نے ہدایت دینی ہوتی ہے خدا جانتا ہے کہ ان لوگوں کو وہ ہدایت نہیں دے گا اس کے باوجود یہ حکم ہے کہ تم نے تبلیغ سے باز نہیں آنا کیونکہ قوم کی جو دوسری اکثریت ہے بھاری جس کو الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ نہیں کہا جا سکتا نادان ہیں، لاعلم ہیں، جاہل ہیں، ان کو ہدایت نصیب ہو جائے گی پس اس لئے یہ مضمون اس شکل میں مکمل ہوتا ہے۔

تبلیغ میں حسن خلق کو بھی بہت دخل ہے اور جتنا آپ کے دل میں نرمی ہوگی، بنی نوع انسان کی ہمدردی ہوگی، سچائی سے پیار ہوگا تقویٰ ہوگا، خدا کا خوف ہوگا دل میں اور حسن خلق اس کے علاوہ بھی ہوگا اگر چہ انہی چیزوں سے پیدا ہوتا ہے لیکن عام بنی نوع انسان نہ تقویٰ کو دیکھ سکتے ہیں نہ خوف خدا کو دیکھ سکتے ہیں دوسرے رنگ میں، نہ آپ کے دل کے اندر جھانک کر آپ کی خوبیوں کو دیکھ سکتے ہیں لیکن انہی جڑوں میں سے کچھ شاخیں پھوٹتی ہیں جس کو عرف عام میں اخلاق کہتے ہیں اور تقویٰ کی بنیاد پر جو اخلاق قائم ہوتے ہیں وہ عام دنیا کے اخلاق سے بہت بہتر ہوتے ہیں بہت گہرے اور بہت مستقل ہوتے ہیں تو جہاں تک تبلیغ کا تعلق ہے حسن خلق بہت ہی ضروری ہے۔

لیکن صرف حسن خلق کافی نہیں یہ غلط فہمی بھی دل سے نکال دیں۔ کئی احمدی کہتے ہیں کہ ہم اپنے اخلاق سے تبلیغ کر رہے ہیں اور جو شکایت مجھے معلوم ہوئی اس میں یہ بھی محاورہ شامل کیا گیا تھا کہ فلاں مبلّغ نے علاقے میں اچھا بھلا امن برباد کر دیا آگ لگا دی وہاں حالانکہ ہم نے اسے متنبہ بھی کر دیا تھا اور بتا دیا تھا کہ ہم بہت حسن خلق سے خاموش تبلیغ کر رہے ہیں اور کسی مزید شور ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے۔ حسن خلق کا انکار تو ممکن ہی نہیں ہے ایک بہت ہی بڑا اور مؤثر ہتھیار رہے جس کے ذریعہ تبلیغ پھل لاتی ہے اس میں کوئی شک نہیں لیکن محض حسن خلق اور زبان سے خاموشی۔ یہ تو نہ انبیاء کا دستور ہے نہ کوئی معقول آدمی اسے تسلیم کر سکتا ہے کہ اس طرح تبلیغ پھیل جائے گی اگر خدا تعالیٰ نے صرف حسن خلق سے کام لینا ہوتا۔ اور بَلِّغْ کے حکم کی ضرورت نہ ہوتی تو آپ کے خلق کو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے خلق سے کیا نسبت ہے۔

ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک

حضرت محمد مصطفی ﷺ سے بڑھ کر حسن اخلاق لے کر آپ دنیا میں تبلیغ کریں گے؟ تمام انبیاء حسن خلق سے آراستہ تھے اور اپنے اپنے زمانے میں اپنے اپنے عالم میں اخلاق میں بہترین تھے سب سے بلند تر مقام پر فائز تھے ان کو خدا نے کیوں نہیں کہہ دیا کہ حسن خلق لے کر چلو اور کسی تبلیغ کی ضرورت نہیں۔اس لئے یہ بات درست نہیں ہے آپ کی کہ خالی حسن خلق کافی ہوا کرتا ہے یہ تو ایک بزدلی کا بہانہ ہے، یہ تو ایک گریز کی راہ ہے جو بعض لوگ اختیار کرتے ہیں۔

پس جو کمزور ہیں اور جو بزدل ہیں وہ ایک طرف ہٹ جائیں جماعت تو لازماً آگے بڑھے گی۔کتنی دیر ہوگئی ہے آپ کو اس ذلت اور رسوائی کی حالت میں زندگی بسر کرتے ہوئے۔جب تک آپ تھوڑے رہیں گے آپ کو ہر وقت کا فرعون حقیر گردانے گا اور آپ پر ظلم کرے گا اور سب سے بڑا آپ پر ظلم یہ کرے گا کہ آپ کے مقدس اور پیارے بزرگوں کو گندی گالیاں دے گا اور آپ کچھ کر نہیں سکیں گے، کرنا چاہیں گے بھی تو خدا کی تعلیم آپ کو کچھ نہیں کرنے دے گی۔دکھ آپ کا بڑھتا رہے گا اور آپ حیران ہوں گے کہ ہمیں اس دکھ میں کیوں مبتلا کیا گیا ہے، کیوں اس دکھ کو دور کرنے کی راہ ہمارے لئے بند کر دی گئی ہے۔جب ہم تیار ہیں اپنی گردن کٹوانے کے لئے اور دوسرے کی گردن کاٹنے کے لئے اور خدا کے نام پر اور خدا کی غیرت کی خاطر ہم یہ چاہتے ہیں تو اس سے کیوں روکا گیا ہے اور اگر اس سے روکا گیا ہے تو خدا ان لوگوں کو کیوں کھلی چھٹی دے رہا ہے؟ اس لئے دے رہا ہے کہ آپ کو دکھوں میں مبتلا کر کے آپ کو یاد کروائے کہ آپ دنیا کی تقدیر بدلنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔جب تک آپ تبلیغ کے ذریعہ عالمی انقلاب برپا نہیں کر لیتے آپ کو لازماً اس دکھ کی زندگی میں سے گزرنا پڑے گا اور ہم کوئی چارہ نہیں رہنے دیں گے تمہارے لئے، کوئی راستہ نہیں چھوڑیں گے تمہارے لئے، یا ہمیشہ کے لئے دکھوں اور ذلت کی زندگی قبول کر لو یا تبلیغ کرو اور دنیا میں انقلاب برپا کرو تیسری راہ ہی کوئی نہیں۔پس یہ ہے جماعت احمدیہ کا منصب اور جماعت احمدیہ کا مقام۔پس اگر دکھ ہیں دنیا میں اگر دکھ پہنچانے کی اجازت دے رہا ہے خدا تعالیٰ تو آپ کو یاد دہانی کرواتا ہے اور ہر دفعہ جب یہ صورت حال پیدا ہوتی ہے تو قرآن کریم آپ کو متنبہ کر رہا ہوتا ہے ہم نے تمہیں پہلے ہی بتا دیا تھا کہ فرعون نے یہ کہا تھا کہ یہ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيلُونَ ہیں یہ ہمارے لئے غیظ دلانے والے ہیں تو جب تک تم تھوڑے ہو تم غلیظ دلاتے رہو گے تمہارا تھوڑا ہونا، تمہارا کمزور ہونا ہی غیظ کا موجب

ہے ورنہ تم میں قصور کوئی نہیں ہے۔ جو قصور دشمن کو نظر آ رہا ہے وہ تو یہی ہے تو اس قصور کو درست کرو اور وہ تبلیغ کے سوا درست نہیں ہو سکتا اس لئے ایک ہی راہ ہے ہمارے لئے جو احمدی جہاں تک بس پاتا ہے جہاں تک اس کی پیش جاتی ہے اپنے گردو پیش اپنے ماحول میں ہر جگہ انقلابی رنگ میں ایک وقف کی صورت میں تبلیغ شروع کر دے تب وہ اپنی غیرت کے اظہار میں سچا ہوگا، تب وہ کہہ سکے گا خدا سے کہ اے خدا اب تو ہمیں ان کے دکھ سے بچا، تیری خاطر جو کچھ ہم سے ہو سکتا تھا وہ ہم کر رہے ہیں، جس کی تو نے اجازت نہیں دی تھی وہ ہم نہیں کر رہے، اب تو ہمیں اس دل آزاری سے محفوظ رکھ۔ پھر خدا دیکھیں کس طرح آپ کی تبلیغ میں برکت دیتا ہے، کس طرح آپ کے کمزور بھی انکے بڑے بڑے طاقتوروں پر غالب آ جائیں گے۔ آپ کے جاہل بھی ان میں سے بڑے بڑے عالموں کے منہ بند کر دیں گے ایک نیا مضمون تبلیغ کا آپ کے لئے ظاہر ہوگا۔ زمین بھی آپ کے لئے نرم کر دی جائے گی اور آسمان بھی آپ پر رحمتوں کی بارش برسائے گا اور ایسی نشوونما ہوگی آپ کی تبلیغ میں کہ دشمن کے لئے سوائے حسد میں جل جانے کے اور کچھ نہیں باقی رہے گا آپ دن کو بھی پھولیں گے اور پھلیں گے اور رات کو بھی پھولیں گے اور پھلیں گے اور صبح کو بھی پھولیں اور پھلیں گے اور شام کو بھی پھولیں گے اور پھلیں گے۔ کوئی نہیں جو آپ کی نشوونما کو روک سکے خدا کرے کہ ایسا ہی ہو اور خدا کرے آپ اپنے منصب اور مقام کو سمجھنے والے ہوں۔